۲۱؍ نومبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

تشہد و تعوذ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔
وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَا بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا اَتُحَدِّثُوۡنَہُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِہٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (البقرۃ:۷۷)۔

اور پھر فرمایا:۔

انسان کے ذمے تین طرح کے حقوق ہیں۔

اول اللہ تعالیٰ کے۔ دوم اپنے نفس کے۔ سوم مخلوقات کے۔ ان حقوق کے متکفل قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں۔ جناب الٰہی کے حقوق کون بیان کر سکتا ہے۔ عقل میں تو نہیں آ سکتے۔ جس طرح وہ وراء الوراء ہستی ہے' اس کے حقوق بھی ویسے ہی ہیں۔ جب انسان ایک دوسرے انسان کی رضامندی کے طریقے کو اچھی طرح نہیں جان سکتا تو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے رستوں کو کب کوئی پا سکتا ہے۔ اور جب انسان کے حقوق کو نہیں سمجھ سکتے تو خدا کے حقوق کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً میں یہاں کھڑا ہوں۔ تم میری رضامندی کی راہ کو نہیں جانتے تو وہ ذات جو لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ (الشوریٰ:۱۲) ہے اس کے حقوق کیونکر انسان سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح انسان کے حقوق بھی ہیں۔ انسان بہت کچھ غلطیاں کر جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے ایک قانون بنایا ہے۔

ایک صحابی دن کو روزے رکھتے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔ وہ حضرت سلمان فارسیؓ کے دوست بھی تھے۔ ایک دفعہ سلمان ان کے گھر تشریف لے گئے تو ان کی بیوی کا لباس خراب تھا۔ انہوں نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ بھاوجہ صاحبہ! آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے کپڑوں کی حالت کیونکر اچھی ہو۔ تمہارے بھائی کو تو بیوی سے کچھ غرض ہی نہیں۔ وہ تو دن بھر روزے اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے کھانا منگوایا اور اس دوست کو کہا کہ آؤ کھاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو روزے دار ہوں۔ تو حضرت سلمانؓ نے ناراضگی ظاہر کی۔ تو مجبوراً اس صحابی نے آپ کے ساتھ کھانا کھالیا۔ پھر حضرت سلمانؓ نے جب رات ہوئی تو چارپائی منگوا کر ان کو کہا کہ سو جاؤ۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ میں رات کو عبادت کیا کرتا ہوں۔ تو پھر حضرت سلمان نے ان کو زبردستی سلا دیا۔ صحابہ ایسے نہ تھے کہ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ (النساء:۸۴) جب کوئی امن و خوف کی بات ہوتی تو اسے پھیلا دیتے تھے۔ تم میں سے اکثر ایسے ہیں جو بات سنی تو فوراً اس کو پھیلا دیتے ہیں۔ آخر ان کا معاملہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پیش ہوا تو آپ نے اس صحابی کو فرمایا کہ تمہارے متعلق ہمیں یہ بات پہنچی ہے۔ تو انہوں نے یہ عرض کیا کہ بات تو جیسے حضور کو کسی نے پہنچائی ہے وہ صحیح ہے۔ تب نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا۔ اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔ یہ بھی فرمایا۔ وَ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا (بخاری کتاب الصوم) تیرے پر نفس کے بھی حقوق ہیں۔ تیری بیوی کے بھی حقوق ہیں۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس کی مراد اس سے یہ تھی کہ میں تو خوب مضبوط ہوں۔ آپ مجھے کچھ تو اجازت دیں۔ تو نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اچھا ایک مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو (چاند کی ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵)۔ اس نے پھر کہا۔ یا رسول اللہ! مطلب یہ تھا کہ میں بہت طاقتور ہوں۔ آپ مجھے اور زیادہ اجازت دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اچھا دو دن افطار کر کے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو۔ اس نے پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اچھا سب سے بڑھ کر تو صوم داؤدی تھا (بخاری کتاب الانبیاء فی ذکر داوٗد علیہ السلام)۔ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کر لیا کرو۔ پھر کہا یا رسول اللہ! مطلب یہ تھا کہ مجھے قرآن کریم کے روزانہ ختم کرنے کی تو اجازت فرما دیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہفتے میں ایک ختم کر لیا کرو۔ تو اس نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اچھا قرآن کریم کا ختم تین دن میں کر لیا کرو۔ اس سے جلدی کی بالکل اجازت نہیں۔

جب وہ بوڑھے ہو گئے تو پھر ان کو اس سے تکلیف ہوئی اور اب نبی کریم ﷺ تو فوت ہو گئے ہوئے

تھے۔ اب لگے رونے اور پچھتانے کہ میں نے نبی کریم کی اجازت کو اس وقت کیوں نہ مانا۔ جب ایسے ایسے صحابہ کو رضامندی کا پتہ نہیں لگ سکا تو تم کو کیونکر لگ سکتا ہے؟

ہم بیمار ہو جاتے ہیں یا ہمیں کوئی خوشی ہوتی ہے تو تم میں سے بعض ایسے ہیں جن کا ہم سے کوئی تعلق نہیں کہ وہ ہماری رنج و راحت میں بالکل شریک نہیں ہوتے اور ہمیں پوچھتے تک نہیں۔

وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ اور جب یہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دیکھو تم نے فلاں بات جو تم کو سمجھ آگئی وہ کیوں بتلائی؟ اب وہ تم کو خدا کے روبرو ملزم ٹھہرائے گا۔ اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ (البقرۃ:۷۸) کیا یہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کے چھپے اور ظاہر اور ان کے سب بھیدوں کو جانتا ہے تو وہ پھر چھپاتے کس سے ہیں؟

میں تم کو قرآن پڑھاتا ہوں۔ میں نے عربی کی کتابیں پڑھی ہیں۔ مجھے تو کوئی سمجھ میں نہیں آیا کہ میں قرآن کریم کے سوا اور کس قسم کا وعظ کروں۔ جمعے کے خطبے ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی بات کہہ دیتا ہوں۔ مجھے تو قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی کتاب نظر نہیں آتی۔ میں نے کتابوں کو اس قدر پڑھا ہے' وہ کتابیں میرے پڑھنے کی خود گواہی دے سکتی ہیں کیونکہ ان پر میں نے بڑی محنت سے یادداشتیں لکھ دی ہوئی ہیں۔ تو مجھے تو قرآن کریم کے مقابلے میں کوئی کتاب پسند نہیں آئی۔ قرآن سے ہی وعظ و نصیحت کرتا جاتا ہوں۔ میں نے دکان کھولی ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ایسا فہم دیا ہوا ہے کہ صرف قرآن کریم سے ہی میں علاج کرنا جانتا ہوں۔ پھر بھی میں دیکھتا ہوں کہ بعض کو ہماری تعلیم سے کچھ نفرت بھی ہے کیونکہ وہ ہمارے ساتھ کسی حالت میں بھی شریک نہیں ہوتے۔ یہ تو پڑھے ہوؤں کا حال ہے۔ بعض ان میں سے ان پڑھ بھی ہیں۔ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں مگر اٹکل بازی سے کام لیتے ہیں۔ میرے خیال میں عیسائی مذہب بھی ایسا ہی ہے۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم کلام الٰہی کے خادم ہیں۔ کوئی گورمکھی' کوئی اردو' کوئی ہندی میں لکھ کر ان سب کو کلام الٰہی کہہ دیتے ہیں۔ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرۃ:۸۱) اس پر دعویٰ کہ ہم کو آگ نہ چھوئے گی۔ وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ ہم جنابِ الٰہی کا قاعدہ بتلاتے ہیں بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓـَٔتُهٗ (البقرۃ:۸۲) جنہوں نے بدیاں کیں اور ان کو ان کی بدیوں نے گھیر لیا تو وہی دوزخی ہیں۔ اور وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (البقرۃ:۸۳) جو لوگ ایمان لاتے اور عمل صالح کرتے ہیں ان کیلئے دنیا میں بھی جنت اور آخرت میں بھی جنت ہے۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۲۴--- ۲۶ر نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)